توحید خالص اور قیام نماز نیز ولایت نوافل سے حاصل ہوتی ہے

(خطبہ جمعہ فرمودہ ۲۲ رنومبر ۱۹۸۵ء بمقام بیت الفضل لندن)

تشہد وتعوذ اور سورۂ فاتحہ کے بعد حضورؒ نے مندرجہ ذیل آیات کریمہ تلاوت کی:

اِنَّمَا وَلِيُّكُمُ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوا الَّذِيْنَ يُقِيْمُوْنَ الصَّلٰوةَ وَيُؤْتُوْنَ الزَّكٰوةَ وَهُمْ رٰكِعُوْنَ ۝ وَمَنْ يَّتَوَلَّ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا فَاِنَّ حِزْبَ اللّٰهِ هُمُ الْغٰلِبُوْنَ ۝

(المائدہ: ۵۶-۵۷)

پھر فرمایا:

سورۂ المائدہ کی ان دوآیات کے معانی جن کی میں نے تلاوت کی ہے یہ ہیں کہ اِنَّمَا وَلِيُّكُمُ اللّٰهُ تمہارا دوست اللہ ہے، وَرَسُوْلُهٗ اور اس کا رسول ہے، وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوا الَّذِيْنَ يُقِيْمُوْنَ الصَّلٰوةَ اور وہ لوگ تمہارے دوست ہیں جو ایمان لائے جن کی صفات یہ ہیں الَّذِيْنَ يُقِيْمُوْنَ الصَّلٰوةَ کہ صرف ایمان ہی نہیں لائے بلکہ نماز کو قائم کرتے ہیں۔ وَيُؤْتُوْنَ الزَّكٰوةَ اور زکوٰۃ دیتے ہیں، وَهُمْ رٰكِعُوْنَ اور موحد خالص ہیں شرک نہیں کرتے۔ وَمَنْ يَّتَوَلَّ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ اور جو کوئی اللہ کو دوست رکھے اور اس کے رسول کو وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا اور ان کو جو ایمان لائے۔ فَاِنَّ حِزْبَ اللّٰهِ هُمُ الْغٰلِبُوْنَ پس یقیناً اللہ تعالیٰ کا گروہ ہی غالب

آنے والا گروہ ہے۔

یہاں رٰکِعُوْنَ کا ترجمہ میں نے توحید خالص رکھنے والے اور شرک نہ کرنے والے کیا ہے حالانکہ بظاہر ''رکوع'' کا معنی تو رکوع کرنا ہے اور راکع کا مطلب ہے وہ جو رکوع کرے لیکن عرف عام میں اردو میں یہی معنی عام چونکہ مستعمل ہیں اس لئے عربی میں جو دوسرے معنی ہیں ان کی طرف دھیان نہیں جاتا ورنہ عربی لغت کے لحاظ سے رَکَعَ کا معنی خالص توحید ہی ہے اور ایسی توحید جس میں شرک کا کوئی شائبہ ہی نہ پایا جاتا ہو اور چونکہ پہلے نماز کا ذکر ہو چکا ہے اس لئے نماز کے ایک جز کو دہرانے کا کوئی معنی نہیں یہ موقع اور محل کی مناسبت سے یہاں راکعون کا معنی شرک نہ کرنے والے ہیں۔

چنانچہ قرآن کریم کی ایک دوسری آیت میں اس مضمون کی وضاحت ہوگئی اور اس تعلق کی وضاحت ہوگئی۔ فرمایا مُنِيْبِيْنَ اِلَيْهِ وَاتَّقُوْهُ وَاَقِيْمُوا الصَّلٰوةَ وَلَا تَكُوْنُوْا مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ ﴿۳۲﴾ (الروم :۳۲) کہ خالصتہً اللہ کی طرف جھک جاؤ، اس کا تقویٰ اختیار کرو، نماز کو قائم کرو اور مشرکوں میں سے نہ ہو۔ نماز تو وہی قائم کرتا ہے جو مشرکوں میں سے نہیں ہوتا۔ تو دونوں جگہ نماز کے قیام کے معاً بعد شرک کی نفی کرنے سے مراد یہ ہے کہ بسا اوقات نمازوں میں بھی شرک کے مخفی پہلو موجود رہتے ہیں اور اس ضمن میں میں بعد میں گفتگو کروں گا لیکن اس سے پہلے جو ولایت کا مفہوم یہاں بیان کیا گیا ہے پہلے اس کے متعلق میں کچھ وضاحت کرنی چاہتا ہوں۔

اِنَّمَا وَلِيُّكُمُ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوا یہ آیت اپنے اندر ایک بہت ہی گہری حکمت کا کلام بھی رکھتی ہے اور ایک اخفاء کا پردہ بھی جو اس حکمت کو اپنے اندر لپیٹے ہوئے ہے۔ اخفاء کا پردہ یہ ہے کہ فرمایا کہ تمہارا کوئی دوست نہیں مگر اللہ اور اس کا رسول اور وہ لوگ جو ایمان لائے۔ تو پھر مخاطب کون ہیں؟ بظاہر تو یہ تین الگ الگ چیزیں ہیں۔ جس کے دوست ہیں وہ الگ ذات معلوم ہوتی ہے اور جو دوست ہیں وہ الگ ہیں۔ جو مدد کرنے والے ہیں وہ الگ ہیں جن کی مدد کی جاتی ہے وہ الگ ہیں لیکن تخاطب کی طرز یہ ہے کہ مومنوں ہی کو مخاطب کیا گیا اور مومنوں ہی کو یہ کہا گیا کہ اللہ اور رسول اور مومن تمہارے ولی ہیں۔ پھر ایک اور خیال یہ پیدا ہوتا ہے کہ جب اللہ ولی ہے تو کیا کافی نہیں؟ اور اگر ذکر ہونا چاہئے تھا تو خدا اور رسول کا ذکر اکٹھا ہو جاتا، مومنوں کی ولایت کا کیوں

ذکر ہے جب کہ وہ خود مومنوں کی جماعت میں شامل بھی ہیں۔ جن کو مخاطب کیا جارہا ہے اور ان کی ولایت کی پھر تفصیل بھی بیان فرمائی گئی کہ وہ لوگ ہیں جو نماز کو قائم کرتے ہیں، جو زکوۃ کو دیتے ہیں اور توحید خالص کو قائم کرنے والے ہیں۔

امر واقعہ یہ ہے کہ توحید خالص کا قیام جس رنگ میں مومنوں کی جماعت کے ذریعے ہوتا ہے یہ اسی کا ایک دوسرا نقشہ ہے۔ یعنی بعض صفات باری تعالیٰ اور صفاتِ رسالت اور صفاتِ ایمان ایک ہو جاتی ہیں اور ایک ہی روح نظر آتی ہے خدا سے لے کے بندے تک اور صفاتی لحاظ سے ایک عظیم الشان توحید کا قیام ہوتا ہے اس لئے وہ لوگ مخاطب بھی ہیں اور ساتھ ان کی جو مخاطب ہیں وہ خود اپنے مددگار بتائے گئے ہیں یعنی اس لحاظ سے ایک اور معنے بھی اس میں بن جاتے ہیں کہ مومنوں کو یہ بتایا گیا ہے کہ تم غیر اللہ کی طرف نہ دیکھنا غیر مومن کی طرف بھی نہ دیکھنا کیونکہ تمہارا ایسا ایمان ہے اور تمہارا ایسا عقیدہ ہے اور تمہارے ایسے اعمال ہیں کہ باقی دنیا کی سوسائٹیوں سے تم کٹ چکے ہو اور مشکل کے وقت کوئی اور تمہارے کام نہیں آئے گا۔ جب بھی ابتلاء پیش آئیں گے، جب بھی مدد کی ضرورت آئے گی اس وقت مومنوں ہی کی جماعت ہوگی۔ جو مومنوں کی جماعت کی مددگار ہوگی۔ غیر مومن تمہاری مدد کے لئے نہیں آئے گا۔ تو یہ بھی توحید کا ہی مضمون ہے یعنی غیر اللہ کا جو شرک ہے، غیر اللہ پر جو توقع ہے کہ وہ مدد کرے گا اس کی کلیتہً نفی فرما دی گئی ہے۔ ایسا کامل اتحاد ہے اس مضمون میں کہ حیرت ہوتی ہے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس عقدے کو ہمارے لئے نہایت ہی حسین رنگ میں حل فرما دیا کہ خدا اور رسول اور بندوں کا مومنوں کا اکٹھا ذکر کرنے کی اور ان کی ولایت کا ذکر کرنے کی کیا ضرورت تھی اور یہ بھی بتا دیا کہ یہ ولایت کیا ہوتی ہے؟ اور اس ولایت کے نتیجہ میں کیسے مومن کا دفاع ہوتا ہے؟ کیسے حاصل کی جاسکتی ہے؟ چنانچہ حضرت ابو ہریرہؓ کی ایک حدیث ہے بخاری میں۔ حضرت ابو ہریرہؓ یہ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک دفعہ فرمایا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے جس نے میرے دوست سے دشمنی کی میں اس سے اعلان جنگ کرتا ہوں، میرا بندہ جتنا میرا قرب اس چیز سے حاصل کرتا ہے جو میں نے اس پر فرض کر دی ہے اس سے سوا کسی اور چیز سے وہ میرا اتنا قرب حاصل نہیں کر سکتا اور نوافل کے ذریعہ سے میرا بندہ میرے قریب ہو جاتا ہے یہاں تک کہ میں اس سے محبت کرنے لگ جاتا ہوں اور جب میں اس کو اپنا دوست

بنالیتا ہوں تو اس کے کان بن جاتا ہوں جن سے وہ سنتا ہے، اس کی آنکھیں بن جاتا ہوں جن سے وہ دیکھتا ہے، اس کے ہاتھ بن جاتا ہوں جن سے وہ پکڑتا ہے، اس کے پاؤں بن جاتا ہوں جن سے وہ چلتا ہے یعنی میں ہی اس کا کارساز ہو جاتا ہوں اور اگر وہ مجھ سے مانگتا ہے تو میں اس کو دیتا ہوں اور اگر وہ مجھ سے پناہ چاہتا ہے تو میں اسے پناہ دیتا ہوں۔

پس یہ حلول ہے صفات باری تعالیٰ کا بندے میں اس کی محبت اور خالص محبت کے نتیجہ میں جس کا نقشہ قرآن کریم کی اس آیت نے کھینچا اور جس کی تفسیر حضرت اقدس محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بیان فرمائی کہ اس طرح ایک توحید ایسی قائم ہوتی ہے کہ اس کو پھر آپ الگ الگ نہیں کر سکتے۔ آخری مدد خدا ہی کی طرف سے آتی ہے مگر رسول کے وسیلہ سے پہلے ایک مومنوں کی جماعت تیار ہوتی ہے اور جب تک مومنوں کی جماعت باخدا نہیں بن جاتی ان کو مدد نہیں آتی اور مدد کا طریقہ ہی یہی ہے کہ مومنوں کی جماعت باخدا بنے اور باخدا بننے کے نتیجہ میں خدا ان کے وجود میں ظاہر ہونے لگ جائے اور ایسی کیفیت پیدا ہو جائے کہ ان پر حملہ کرنا گویا خدا پر حملہ کرنا ہو جائے۔ یہ وہ مومنوں کی جماعت کی ولایت ہے جس کی تفسیر حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بیان فرمائی اور طریقہ سکھا دیا کہ ولایت کیسے حاصل ہوگی۔

یہ کوئی فرضی قصہ نہیں ہے ولایت کا۔ بعض لوگ ولایت ڈھونڈتے ہیں عجیب شکلوں میں، عجیب لباسوں میں، ظاہری تقویٰ میں۔ ولایت تو کوئی ایسی چیز نہیں جو دور سے دیکھی جائے۔ یہ تو ایسی چیز ہے جو اندر محسوس کی جاتی ہے اور اپنی ولایت ڈھونڈنی چاہئے بجائے غیر کی ولایت کے ڈھونڈنے کے اور جب تک مومنوں کی جماعت اپنی ذات میں اپنے وجود کے اندر ولایت نہیں ڈھونڈتی ان کی مدد کے لئے کوئی اور نہیں آئے گا۔ خودداری کا بھی کیسا سبق اس میں دیا گیا ہے خوداعتمادی کا بھی کیسا سبق دیا گیا ہے توحید کامل کا بھی کیسا سبق دیا گیا ہے اور یہ ساری چیزیں خدا تعالیٰ کا رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتا ہے کہ نماز سے حاصل ہوں گی۔

فرائض پر عمل پیرا ہونے سے خدا کی دوستی نصیب ہوتی ہے، اس کا قرب نصیب ہوتا ہے۔ اور جب نوافل میں انسان ترقی کرتا ہے تو پھر اللہ دوست بن جاتا ہے۔ فرماتا ہے میں اس سے محبت کرنے لگ جاتا ہوں۔ اب یہ بھی ایک بڑا دلچسپ مضمون ہے جس میں ایک تھوڑی سی الجھن نظر آتی

ہے۔ فرائض پر جو عمل کرے اس کے متعلق فرمایا اس کو میرا قرب عطا ہوتا ہے اور نوافل کے متعلق فرمایا کہ میں اس سے محبت کرنے لگ جاتا ہوں، اس کے کان بن جاتا ہوں، اس کی آنکھیں ہو جاتا ہوں، اس کے بازو بن جاتا ہوں، اس کے پاؤں بن جاتا ہوں، گویا اس کا سارا وجود میرا وجود ہو جاتا ہے۔

یہ کیا وجہ ہے نوافل کو کیا فضیلت ہے؟ درحقیقت فرائض اور نوافل کی نسبت وہی ہے جیسے انسانی جسم کے ڈھانچے اور اس کے حسن کی نسبت ہے۔ ہر انسان خواہ وہ کیسا ہی کریہہ المنظر ہو انسان ہے بنیادی طور پر اور بعض بنیادی انسانی حقوق رکھتا ہے وہ حقوق اسے بہر حال ملنے چاہئیں۔ خواہ وہ بدصورت ہو خواہ وہ لنگڑا ہو خواہ وہ لولہ ہو۔ جیسی بھی اس کی شکل ہو، جیسی بھی اس کی قوم ہو، جیسا بھی اس کا رنگ ہو چونکہ بنیادی انسانی ڈھانچہ رکھتا ہے اس لئے اس کے حقوق اس کو ملنے چاہئیں لیکن ضروری نہیں کہ اس سے محبت بھی ہو جائے۔ محبت کے لئے نفلی چیز ہے یعنی حسن۔ نفل اس کو کہتے ہیں جس کے نہ ہونے سے وجود نہ مٹ جائے اور ہو تو بہتر، نہ ہو تو تب بھی وجود قائم رہے۔ تو فرضوں اور نوافل میں یہی نسبت ہے۔ یہ مراد نہیں ہے کہ نوافل پڑھو اور فرض بے شک نہ پڑھو جیسا کہ بعض بیچارے گمراہ ہوئے ہوئے صوفیاء نے بالآخر یہ نتیجہ نکال لیا کہ صرف نوافل کافی ہیں شریعت کی ظاہری پیروی کی ضرورت نہیں۔ یہ ایسی ہی بات ہے جیسے کوئی کہے کہ انسان کا ڈھانچہ ضروری نہیں ہے صرف انسان کا حسن کافی ہے۔ ڈھانچہ ہوگا نہیں تو حسن بنے گا کیسے؟ ہونٹ نہیں ہوں گے ناک نہیں ہوگا کان نہیں ہوں گے آنکھیں نہیں ہوں گی تو کیسے حسن سما سکتا ہے۔ حسن تو ایک کوئی ٹھوس وجود نہیں ہے کسی چیز کا۔ ایک تناسب کا نام ہے ایک روح کا نام ہے وہ کسی ٹھوس وجود کو چاہتی ہے تو نوافل زینت بخشتے ہیں فرائض کو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ جب تم میرے ارشاد کے مطابق فرائض ادا کرتے ہو تو میں تمہیں اپنا قرب عطا کر دیتا ہوں لیکن محبت کروانے کے لئے تمہیں اپنے اندر حسن پیدا کرنا پڑے گا اور حسن نوافل کے ذریعے پیدا ہوتا ہے۔ یعنی وہ چیزیں جو فرض نہیں ہیں اپنے شوق اور اپنی محبت سے کرو اور محبت کا اس مضمون سے ویسے ہی ایک طبعی تعلق ہے۔ اگر ایک شخص کو کسی چیز سے محبت نہ ہو کسی مقصد سے محبت نہ ہو تو صرف فرائض ادا کرے گا اس سے زیادہ وہ آگے نہیں بڑھے گا، کم سے کم کرنے کی کوشش کرے گا اور جب وہ کم سے کم آگے بڑھتا ہے تو محبت کے سوا اس کا محرک کچھ اور ہو ہی نہیں سکتا۔ اگر زبردستی ہو تو وہ فرض بن جائے گا پھر۔ نفل کا مطلب ہے کوئی زبردستی نہیں ہے کوئی اور ایسی

وجہ نہیں کہ انسان مجبور ہو کر وہ کام کرے۔ بغیر مجبوری کے از خود دل سے ایک حرص اٹھتی ہے، دل سے ایک تمنا پیدا ہوتی ہے کہ میں یہ کام کروں حالانکہ مجھ سے نہیں پوچھا گیا۔ تو فرائض کے بعد چونکہ نفل پیدا ہی محبت کے نتیجہ میں ہوتے ہیں اس لئے کیسا عظیم الشان کلام ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا اور کیسے گہرے فطرت کے راز رکھتا ہے اور کیسا خدا آپ کو عرفان بخشتا ہے۔ فرائض کو قرب سے باندھنے کے بعد فرمایا اگر محبت الٰہی چاہتے ہو جسے ولایت کہا گیا ہے تو پھر اس کے لئے ضروری ہے کہ تم بھی محبت الٰہی پیدا کرو یعنی نوافل کے ذریعے اس کا قرب ڈھونڈو اور اس کے نتیجہ میں پھر وہ ایسی محبت تم سے کرے گا کہ تمہارا وجود اور خدا کا وجود ایک ہو جائیں گے۔ یہ وہ خدا سے لے کر بندوں تک مومنوں تک ایک توحید پیدا ہوتی ہے جس کے بعد ناممکن ہے کہ اس توحید خالص پر کوئی دوسری چیز غالب آ جائے۔ یہ مضمون ہے جو بیان فرمایا گیا۔ فَاِنَّ حِزْبَ اللّٰہِ ھُمُ الْغٰلِبُوْنَ پہلے ان کو اکٹھا کیا گیا پھر حِزْبَ اللّٰہِ کہہ دیا ان کو، یہ اللہ والے لوگ ہیں، یہ اللہ کا گروہ ہے۔ اس میں اللہ بھی شامل ہے، رسول بھی شامل ہے مومن بھی شامل ہیں، سب مل کر ایک حِزْبَ اللّٰہِ بن جاتے ہیں، فرمایا انہوں نے تو غالب آنا ہی آنا ہے کون ہے۔ جو ان کو شکست دے سکے۔

پس جب قیام نماز کی طرف میں توجہ دلاتا ہوں تو یہ مراد نہیں ہے کہ صرف فرائض پر آپ راضی ہو جائیں۔ فرائض پر راضی ہونا ویسے بھی نقصان کا سودا ہے کیونکہ فرائض کی نوافل حفاظت کرتے ہیں۔ یعنی دوسرا اعلیٰ مقصد تو اپنی ذات میں ہے ہی بہت حسین مقصد علاوہ ازیں بھی اگر فرائض ہی ہوں صرف تو جب بھی کوئی حملہ ہو جب بھی کوئی کمزوری واقع ہو تو فرائض پر اثر پڑتا ہے وہ جھڑنے لگتے ہیں۔ جو صرف فرض پڑھنے والے لوگ ہیں ان پر بھی بیماریاں آتی ہیں، ان پر بھی تھکاوٹیں آتی ہیں ان پر بھی کئی قسم کے عوارض آتے ہیں جس کے نتیجہ میں چونکہ ان کے پاس صرف فرض ہی ہوتے ہیں جب وہ کمی کریں گے فرائض میں کریں گے جن کے فرائض لپٹے ہوئے ہیں نوافل میں فرائض پر حملہ ہونے سے پہلے نوافل اپنی قربانی بخشتے ہیں قربانیاں دیتے ہیں اپنی اور آگے کھڑے ہو جاتے ہیں فرائض کے۔ چنانچہ بہت ہی شدید کوئی مصیبت اور مشکل اور الجھن پیش آ جائے تو الگ مسئلہ ہے ورنہ نوافل پڑھنے والوں کے فرائض ہمیشہ محفوظ رہتے ہیں اس لئے بھی اور اس لئے بھی جیسا کہ میں نے بیان کیا ہے کہ جسم تو آپ کو عطا ہو جائے گا فرائض کے نتیجہ میں وہ حسن بھی تو چاہئے

جو خدا تعالیٰ کو کھینچے اپنی طرف وہ خدا ہی کا حسن ہے۔ یہ بھی ایک عجیب بات ہے کہ خدا کے لئے اپنی ذات کی خاطر جذب پیدا کرنا چاہتے ہیں تو حسن بھی خدا ہی سے مانگنا پڑے گا۔ صفات باری تعالیٰ اسکی اپنائیں گے تو آپ کی ذات میں وہ حسن پیدا ہوگا جو اللہ کے لئے باعث کشش ہے۔ جس کا یہاں ذکر فرمایا گیا ہے۔

دوسرا پہلو توحید کا جو اس میں بیان فرمایا گیا ہے۔ نماز کو توحید سے ایک گہرا تعلق بتایا گیا ہے یہ مضمون بھی وضاحت طلب ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں **افضل الذکر لا الہ الا اللہ** (سنن ترمذی کتاب الدعوات حدیث نمبر: ۳۳۰۵) کہ سارے ذکروں میں سب سے افضل لا الہ الا اللہ ہے اور وہاں محمد رسول اللہ کا ذکر نہیں فرمایا۔ جب حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ نے یہ تحریک فرمائی کے کثرت کے ساتھ لا الہ الا اللہ کا ذکر کیا جائے۔ تو احمدیوں نے جگہ جگہ بیج لگا کے لکھا، بورڈوں پر آویزاں کیا اور کثرت کے ساتھ اونچی آواز میں بھی پڑھنے لگے۔

بہت سے غیر از جماعت دوست چونکہ ذاتی طور پر دین کا علم نہیں رکھتے اور ان کا دین اتنا ہی ہے جو مولوی کے ذہن میں ہے اس لئے ان کو اس پر بڑا تعجب بھی ہوا اور بڑا سخت حملے کا بھی موقع ملا۔ چنانچہ کثرت سے جماعت پر یہ اعتراض شروع ہو گیا کہ دیکھا ہمارے مولوی سچ کہتے تھے کہ آپ اللہ کی توحید تک کا ہی مذہب رکھتے ہیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر ایمان نہیں لاتے آپ کا مذہب صرف توحید پر ختم ہو جاتا ہے اور اگلا ضروری قدم جو تشہد کا ہے **اشھد ان لا الہ الا اللّٰہ و اشھد ان محمدا رسول اللہ** وہ آپ نہیں اٹھاتے ثابت ہوا کہ آپ مسلمان نہیں ہیں اور یہ اعتراض عام جہلاء ہی نہیں کرتے تھے بڑے بڑے پڑھے لکھے لوگ کرتے تھے۔ ہر سوسائٹی، ہر طبقہ کے غیر احمدیوں نے احمدی دوستوں پر یہ اعتراض کیا حالانکہ یہ خود ان کی لاعلمی ہے، آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جب ذکر فرمایا ہے تو ذکر تو صرف خدا کا ہوتا ہے اس ذکر میں رسول شامل نہیں ہوا کرتا۔ ذکر اور چیز ہے اور کلمۂ توحید جو مسلمان ہونے کے لئے پڑھنا ضروری ہے وہ ایک اور چیز ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے بڑھ کر تو خدا سے کوئی محبت نہیں رکھتا تھا اور آپؐ نے یہ ہمیں راز سکھایا کہ جب ذکر کی بات ہو تو خدا کی توحید کے سوا اس میں کسی چیز کو شامل نہیں کرنا۔ خالص توحید الٰہی کے ذریعہ ذکر ہوتا ہے اور یہاں بھی جہاں نمازوں کا ذکر ملتا ہے قرآن کریم میں وہاں اس کا توحید

سے رشتہ باندھا گیا ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا **افضل الذکر لا الہ الا اللہ** اس میں ہمیں ایک اور بھی مضمون سمجھ آ گیا۔ ذکر کے وسیع معنوں میں نماز سب سے اہم ذکر ہے اور ذکر کی جتنی بھی شکلیں ہیں ان میں سب سے زیادہ جامع شکل نماز کی ہے فضل الذکر الصلوٰۃ نہیں فرمایا بلکہ **افضل الذکر لا الہ الا اللہ** فرمایا جس کا معنی یہ ہے کہ نماز بھی اس کلام کے اثر کے نیچے ہے اور نماز اگر توحید کا مظہر بنے گی تو افضل ہو جائے گی۔ اگر توحید کا مظہر نہیں بنے گی تو افضل نہیں ہوگی یعنی ہر صلوٰۃ فی ذاتہٖ افضل نہیں ہوتی۔ ہر عبادت اپنی ذات میں اس درجۂ کمال کو نہیں پہنچتی جس درجۂ کمال کو توحید خالص عبادت کو پہنچاتی ہے۔ جب وہ عبادت میں شامل ہو جاتی ہے جب وہ اس کے اندر جذب ہو جاتی ہے تب اس کے اندر ایک نئی شان پیدا ہو جاتی ہے اور افضل الذکر لا الہ الا اللہ میں سب سے پہلے پھر وہ نماز آئے گی جو توحید میں رچ بس گئی ہے یا توحید اس کے اندر رچ بس گئی ہے۔

چنانچہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے قیام توحید کا تعلق نماز سے باندھا ہے اور توحید کی جو تعریف فرمائی ہے اس سے یہ مضمون اور بھی زیادہ واضح ہو جاتا ہے کہ کیوں نماز میں توحید باری تعالیٰ کا داخل ہونا اس کے اندر جذب ہو جانا یہاں تک کہ دو وجود نہ رہیں یہ انتہائی ضروری ہے۔ فرمایا:

> ”یہ کلمہ شریف ایک اللہ کے سوا تمام الٰہوں کی نفی کرتا ہے۔ تمام اَنفُسِی اور آفاقی الٰہ باہر نکال کر اپنے دل کو ایک اللہ کے واسطے پاک صاف کرنا چاہئے۔ بعض بت ظاہر ہیں مگر بعض بت باریک ہیں مثلاً خدا تعالیٰ کے سوا اسباب پر توکل کرنا بھی ایک بت ہے مگر یہ ایک باریک بت ہے۔ وہ باریک بت جو لوگ اپنی بغلوں کے اندر دبائے پھرتے ہیں ان کا نکالنا ایک مشکل امر ہے۔ بڑے بڑے فلسفی اور حکیم ان کو اپنے اندر سے نکال نہیں سکتے۔ وہ نہایت باریک کیڑے ہیں جو کہ خدا تعالیٰ کے بڑے فضل کی خوردبین کے سوا نظر نہیں آ سکتے۔ وہ بڑا ضرر انسان کو پہنچاتے ہیں وہ بت جذبات نفسانی کے ہیں کہ جو انسان کو خدا تعالیٰ اور اپنے ہم جنسوں کی حقوق تلفی میں حد سے باہر لے جاتے ہیں بہت سے پڑھے لکھے جو کہ عالم کہلاتے ہیں اور فاضل کہلاتے ہیں اور

مولوی کہلاتے ہیں اور حدیثیں پڑھتے ہیں اپنے آپ میں ان بتوں کی شناخت نہیں کر سکتے''۔

عارفانہ کلام جب سنا جاتا ہے تو محسوس ہوتا ہے کہ اس میں اور غیر کے کلام میں ایک بڑا فرق ہے۔ جب اللہ تعالیٰ کسی وجود میں داخل ہو جائے تو اس کے کلام میں بھی خدا تعالیٰ کی شان نظر آتی ہے۔فرمایا وہ اپنے وجود میں شناخت نہیں کر سکتے۔ یہ بڑی گہری حقیقت ہے اکثر لوگ دھوکے کی زندگی گزار رہے ہوتے ہیں،غفلت کی زندگی گزار رہے ہوتے ہیں یعنی ضروری نہیں کہ وہ منافق ہوں حقیقتہً وہ اس بات سے غافل ہوتے ہیں اس بات کا علم ہی نہیں رکھتے کہ ان کے اندر مخفی بت پل رہے ہیں۔ بڑی شدت کے ساتھ جب وہ غیر میں شرک کے اجزاد یکھتے ہیں یا آثار پاتے ہیں تو اس پر وہ حملہ کرتے ہیں اور بظاہر بڑی دیانت اور خلوص کے ساتھ اس پر حملہ کرتے ہیں لیکن اپنے دل میں وہی بت یا اس سے بھی زیادہ بت ان کے علاوہ اور بھی بت پرورش پا رہے ہوتے ہیں اور بے چارے شناخت نہیں کر سکتے فرمایا:

''اپنے آپ میں ان بتوں کی شناخت نہیں کر سکتے اور ان کی پوجا کرتے ہیں۔ ان بتوں سے بچنا بڑے بہادر آدمی کا کام ہے۔ جو لوگ ان بتوں کے پیچھے لگتے ہیں وہ آپس میں نفاق رکھتے ہیں، ایک دوسرے کے حقوق تلف کرتے ہیں اور سمجھتے ہیں کہ ہم نے ایک شکار مارا ہے۔''

(تقاریر جلسہ سالانہ ۱۹۰۶ بحوالہ مرزا غلام احمد قادیانیؑ اپنی تحریروں کی رو سے جلد نمبر ۲ صفحہ ۹۸۸)

معاشرتی برائیوں اور بدیوں کو کس طرح توحید سے جدا کر کے یہ بتایا کہ توحیدِ خالص ہو اور کوئی مخفی بت نہ ہو تو یہ معاشرتی بدیاں رہ ہی نہیں سکتیں۔ یہ معاشرتی بدیاں شرک کی علامت ہیں اور شرک کا ایک مظہر یہ ہے کہ سوسائٹی بھی بکھر جاتی ہے۔صرف الٰہ الگ الگ نہیں ہوتے بلکہ ان کی پوجا کرنے والے بھی الگ الگ ہو جاتے ہیں۔یعنی توحید کامل دنیا میں بھی مومنوں کی جماعت کو ایک توحید کامل عطا کرتی ہے۔وہ ایک وجود بن جاتے ہیں اور ایک جماعت ہو جاتے ہیں اور اگر ان کے اندر مخفی بت ہوں اور شرک ہو اور ان کو علم بھی نہ ہو کہ ہم مخفی بتوں کی پوجا کر رہے ہیں تو نظام قدرت ان کے اس حال کو ننگا کر دیتا ہے۔ایسی سوسائٹی میں آپ کو یہ علامتیں نظر آئیں گی جو

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام نے بیان فرمائی ہیں۔آپس میں نفاق رکھتے ہیں۔ایک دوسرے کے حقوق تلف کرتے ہیں اور سمجھتے ہیں کہ ہم نے ایک شکار مارا ہے۔اتنا گہرا مضمون حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ السلام نے باندھا ہے اور اتنا طبعی عقلی منطقی نتیجہ نکالا ہے کہ انسان حیرت میں مبتلا ہوتا ہے۔کہ توحید کی ایک یہ بھی تفسیر ہے لیکن جب آپ اس پر غور کرتے ہیں تو اس سے بڑھ کر حیرت اس بات پر ہوتی ہے کہ ہمیں کیوں پہلے یہ خیال نہیں آیا؟ یہ تو طبعی بات تھی۔ہونا یہی چاہئے ،توحید کا معنی اس کے سوا نکلتا ہی کوئی نہیں۔وہ توحید جس کا ذکر قرآن کریم کی اس آیت میں آیا ہے جو میں نے آپ کے سامنے تلاوت کی اس توحید کے بعد مومنوں کی جیسی جماعت وجود میں آتی ہے۔اس میں ایک دوسرے کے حق تلف کرنے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا کیونکہ ہر ایک ان میں سے جانتا ہے کہ وہ خدا کا مظہر ہے اور کون ہے جو جانتے بوجھتے ہوئے ،خدا کا مظہر ہوتے ہوئے ،خدا کے حقوق تلف کرنے کی کوشش کرتا ہے۔یعنی وہ صفات باری پر حملہ سمجھتے ہیں اپنے بھائی پر حملہ، اپنی ذات پر حملہ سمجھتے ہیں اپنے بھائی پر حملہ۔یہ ہے وہ کامل توحید جس کا قرآن کریم کی اس آیت میں نقشہ کھینچا گیا ہے جس کی تشریح حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے یہاں فرمائی ہے۔

پس میں نے نمازوں کے بعد جو زور دیا تھا حقوق العباد پر یہ کوئی بے تعلق بات نہیں تھی۔ امر واقعہ یہ ہے کہ نمازوں کے ذریعے آپ توحید خالص حاصل کر سکتے ہیں اور ولایت حاصل کر سکتے ہیں اور تمام دنیا کے لئے آپ نا قابل تسخیر بن سکتے ہیں لیکن دیکھنا پڑے گا کہ آپ یہ سب کچھ حاصل کر بھی رہے ہیں کہ نہیں۔اپنے نفس کی غلط فہمی کے نتیجہ میں آپ کچھ بھی حاصل نہیں کر سکیں گئے اور چونکہ اپنے نفس کا حال معلوم کرنا ایک مشکل امر ہے اس لئے ایک شیشہ دکھایا گیا ہے آپ کو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام نے ایک شیشہ مہیا کر دیا ہے۔آپ اس شیشہ کے ذریعہ اپنی سوسائٹی کی تصویر تو دیکھیں۔اگر وہاں نفاق پایا جاتا ہے،اگر وہاں ایک دوسرے کے حق تلف کرنے کا رجحان پایا جاتا ہے،اگر ایثار کی بجائے حق تلفی دکھائی دیتی ہے تو پھر آپ کی نمازیں وہ بات نہیں پیدا کر سکیں جن کی خاطر نمازیں قائم کی گئیں۔پھر آپ کو توحید کے منصب پر قائم ہونے کی توفیق نہیں ملی اور جب تک توحید عطا نہیں ہوگی ولایت باری عطا نہیں ہوگی جب تک اللہ کی ولایت بحیثیت مجموعی مومنوں کی جماعت کو نصیب نہیں ہوتی آپ غیر کے حملہ سے محفوظ نہیں ہیں۔

باوجود اس کے کہ پہلے کی نسبت مجھے نمایاں فرق نظر آ رہا ہے۔جب میں نے بعض خطبات

کے ذریعے بار بار حقوق العباد کی طرف توجہ دلائی اس وقت جتنی شکائتیں اور جتنے تکلیف دہ واقعات آئے دن میرے سامنے آیا کرتے تھے اس کا عشر عشیر بھی اب باقی نہیں رہا۔ کچھ تو یہ وجہ ہے یقیناً اس وقت بھی میں نے محسوس کیا تھا کہ ہر خطبہ کے بعد جب جماعت میں اس کو پھیلایا گیا تو کثرت سے آپس میں صلحیں ہوئیں، کثرت سے آپس میں ایک دوسرے کے ساتھ معافیاں مانگی گئیں۔ ایسے بھی لوگ تھے جو ساری عمر اپنے آپ کو مظلوم سمجھتے رہے لیکن دوڑ کر پہلے گئے اور اپنے بھائی سے معافی مانگی۔ تو جماعت کے اندر جو اخلاص کا ایک اعلیٰ معیار پایا جاتا ہے تسلیم اور رضا کا ایک اعلیٰ معیار پایا جاتا ہے اس کے نتیجہ میں خدا کے فضل کے ساتھ وہ تبدیلیاں پیدا ہونی شروع ہوئیں۔

کچھ اس لئے بھی کہ بعد میں ابتلاء کا دور ننگا ہو کے سامنے آ گیا اور جب خطرات بڑھتے ہیں تو اندرونی اصلاح کا ایک نظام خود بخود چل پڑتا ہے۔ جب غیر حملہ کر رہا ہو تو آپس کا بھائی چارہ پہلے کی نسبت بہت بہتر شکل اختیار کر جاتا ہے، بہت مضبوط بندھنوں میں باندھا جاتا ہے۔ اس لئے یہ بھی ایک طبعی بات تھی۔ پھر تقویٰ اللہ پیدا ہوتا ہے۔ جتنا بھی تقویٰ اللہ پیدا ہو، خدا سے محبت پیدا ہو وہ توحید انسان کے وجود میں سرایت کرنے لگ جاتی ہے جس کا ذکر کیا گیا ہے لیکن اس کے باوجود جس اعلیٰ معیار پر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام آپ کو دیکھنا چاہتے ہیں۔ ابھی اس سے ہم بہت پیچھے ہیں۔ ابھی ہماری قضاء کے نظام کے ہاتھ بھرے پڑے ہیں، ابھی ان کو تاریخیں دینی پڑتی ہیں اور تمام دنیا میں جہاں جہاں بھی قضا ہے وہ خالی ہو کے ابھی نہیں بیٹھی۔ تو ایک یہ بھی ذریعہ اپنی توحید کو جانچنے کا جس دن قضاء کے ہاتھ خالی ہو جائیں گے اس بنا پر کہ آپس میں جھگڑے ختم ہو گئے اس دن سمجھیں کہ آپ کو خدا تعالیٰ نے توحید کی برکت سے ایک واحد قوم میں تبدیل فرما دیا ہے اور یہ توحید خالص طبعی طور پر بھی اپنا اثر دکھاتی ہے۔ وہ ساری قومیں جن میں توحید پیدا ہو جائے خواہ وہ خدا کی قائل نہ بھی ہوں وہ عموماً نا قابل تسخیر ہو جایا کرتی ہیں لیکن اللہ تعالیٰ تو فرماتا ہے کہ یہ نہیں ہوگا میں پھر مدد کروں گا میں اپنی ذمہ داری لے لوں گا۔ میں تم پر حملہ اپنی ذات پر حملہ سمجھوں گا۔ ایسی جماعت کو تو پھر دنیا کی کوئی طاقت مٹا نہیں سکتی۔ ساری کائنات کی طاقت مل جائے تو خدا کی اس طاقت کے مقابل پر وہ نہیں ٹھہر سکتی۔ نہ وہ حملہ آور ہو سکتی ہے نہ وہ نتیجہ پیدا کر سکتی ہے اگر خدا خود اس کی اجازت بھی دے دے۔

اس لئے ان دونوں باتوں کو اکٹھا سنیں اور اکٹھا ان پر عمل کریں۔ یعنی نماز کے قیام کا توحید

سے جو تعلق ہے اس کو سمجھیں اور اپنی نمازوں کو خالص کریں اور نماز کو خالص کیسے کیا جائے گا اس کے متعلق میں انشاء اللہ آئندہ خطبہ میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے چند اقتباسات آپ کے سامنے رکھوں گا لیکن عمومی طور پر آج اسی پر اکتفا کرتا ہوں کہ توحید باری تعالیٰ کا عبادت کے ساتھ ایک بڑا گہرا تعلق ہے اور ولایت کے حصول کے لئے فرائض کافی نہیں بلکہ نوافل کے ذریعہ اللہ کی محبت حاصل کی جاتی ہے اس لئے نوافل میں آگے بڑھیں اور تیسری بات یہ ہے کہ اگر آپ نوافل میں آگے بڑھتے ہیں اور آپ کو خدا کی ولایت نصیب ہو جاتی ہے تو پھر یہ کمینی باتیں نہیں باقی رہ سکتیں۔ آپ کی ذات میں ایک عظمت پیدا ہو جائے گی، بڑا بلند کردار ہو جائے گا۔ آپ کے حوصلے آپ کے ارادے، آپ کی نظر، آپ کی بصیرت ان میں ایک شاندار تبدیلی واقع ہوگی۔ Nobility جس کو کہتے ہیں وہ اپنے درجہ کمال میں آپ کو حاصل ہو جائے گی۔ نجابت کے آپ نمونے بن جائیں گے۔ ایسی صورت میں یہ گھٹیا باتیں کہ فلاں کا حق مار لینا اس کا تو کوئی سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ ایسی صورت میں تو شوق سے انسان اپنے حق سے بڑھ کر حق ادا کرتا ہے۔ یعنی اپنے حق میں سے دوسرے کو ادا کرتا ہے بجائے اس کے کہ دوسرے کا حق چھینے۔ بہت ہی ایک پیاری فضا پیدا ہوتی ہے اور اس ایثار کے نتیجہ میں پھر سوسائٹی بڑی تیزی کے ساتھ محبت میں ترقی کرتی ہے۔

اس لئے اس آئینے میں اپنی شکلیں بھی دیکھتے رہیں ساتھ اور جان لیں کہ اگر آپ ایسا نہیں کر سکیں گے تو پھر ولایت کے دعوے جھوٹے ہیں۔ کیونکہ قرآن کریم بہر حال سچا کلام ہے اور حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تفسیر کبھی غلط نہیں ہوسکتی۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور اللہ تعالیٰ سے عرفان حاصل کیا۔ وہ عرفان تمام دائمی سچائیوں کی طرح ایک سچائی ہے۔ اس میں آپ کبھی تبدیلی نہیں دیکھیں گے۔ اس لئے ان پیمانوں پر اپنے آپ کو پرکھیں اور کوشش اور جدوجہد کرتے رہیں اور یقین رکھیں کہ یہ سب کچھ دعا ہی کے ذریعہ حاصل ہوگا اور نماز ہی کے ذریعہ حاصل ہوگا۔ پس جس چیز کا حصول کرنا چاہتے ہیں ذریعہ بھی وہی ہے حصول کا۔ نمازوں پر قائم ہو جائیں سوچ کر پڑھیں، فکر کے ساتھ پڑھیں، توجہ کے ساتھ پڑھیں خدا کے ساتھ اپنا تعلق قائم کرتے ہوئے اور یاد رکھتے ہوئے کوشش کے ساتھ پڑھیں اگر نہ ہو سکے تو پھر خدا سے دعا مانگیں اور پھر اپنی ذات کی نگرانی رکھیں کہ آپ کے اندر کوئی پاک تبدیلیاں پیدا ہو رہی ہیں کہ نہیں۔ ان

کے نتیجہ میں آپ سوسائٹی کو باندھنے والے بن رہے ہیں یا سوسائٹی کو کاٹنے والے بنے ہوئے ہیں۔ اس طرح آپ کو کھلی کھلی واضح شکل اپنی نظر آنی شروع ہو جائے گی۔ ورنہ جیسا کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا ہے۔ واقعی بات یہی ہے کہ عالم ہو، بڑا قابل ہو، بہت مفکر ہو، بہت مطالعہ رکھتا ہو قرآن و حدیث کا جب تک اللہ کا فضل نصیب نہ ہو اس وقت تک انسان اپنے مخفی بتوں کو جانچ نہیں سکتا، پہچان نہیں سکتا۔ پس ایک صاحب فضل نے آپ کو پہچاننے کا ذریعہ عطا کر دیا۔ اس ذریعہ سے فائدہ اٹھائیں۔ اللہ تعالیٰ اس کی توفیق عطا فرمائے۔

خطبہ ثانیہ کے دوران حضور نے فرمایا:

نماز جمعہ کے بعد حسب سابق عصر کی نماز پڑھی جائے گی یعنی دونوں جمع ہوں گی اور نماز عصر کے معاً بعد مکرم و محترم چوہدری بشیر احمد صاحب کاہلوں مرحوم کی نماز جنازہ غائب پڑھی جائے گی۔ مکرم چوہدری انور احمد صاحب کاہلوں انگلستان کی جماعت کے امیر ہیں وہ آج کل اسی لئے لاہور گئے ہوئے ہیں کہ ان کے والد کی پریشان کن علالت کی اطلاع آئی تھی۔ یہ بھی ان پر خدا کا فضل ہوا کہ ایسی حالت میں پہنچ گئے کہ جب وہ ابھی گفتگو بھی کر سکتے تھے پہچانتے بھی تھے اور ایک دوسرے سے محبت کے ساتھ مل سکے اور سمجھ کر مل سکے لیکن کچھ دنوں کے بعد ان کی وفات ہوگئی ہے۔ اس لئے خاص طور پر ان کے لئے نماز جنازہ میں دعا کی جائے۔ چوہدری ظفر اللہ خاں صاحب کے بھی یہ بڑے پرانے ساتھیوں میں سے تھے۔ بہت گہری محبت رکھتے تھے آپس میں۔ ان کے جانے کے بعد اس خاندان میں اوپر تلے چوہدری صاحب سے قرب رکھنے والوں میں کئی وفاتیں ہوئی ہیں۔ پہلے چوہدری اسد اللہ خان صاحب کی وفات ہوئی، پھر آپا آمنہ مرحومہ کی وفات ہوئی، پھر آپ چوہدری بشیر احمد صاحب یہ ایک گروہ ہی ہے اور بعض لوگ اس کے نتیجہ میں بعض دفعہ یہ خیال بھی کرتے ہیں کہ شاید ہم تعلق لوگوں کو خدا تعالیٰ اکٹھا ہی گروہ کی شکل میں بلایا کرتا ہے۔ بہر حال اس کے راز وہی بہتر سمجھتا ہے مگر اس سارے گروہ کو اللہ تعالیٰ اپنے قرب کی جنتیں عطا فرمائے۔